احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۰۱ | سوموار - ۵ - ربیع الثانی - ۱۴۱۵ھ ' ۱۲ - تبوک ۱۳۷۳ ہش ' ۱۲ - ستمبر ۱۹۹۴ء

جس کے اخلاق اچھے نہیں اس کے ایمان کا خطرہ ہے

جس کے اخلاق اچھے نہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے۔ کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو) اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے۔ بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

جماعت احمدیہ جرمنی کے ذریعے دس ہزار افراد احمدیت میں داخل ہو گئے

سالانہ جلسہ جماعت جرمنی میں ۲۳ ہزار سے زائد مرد و زن کی شمولیت

سخت مخالفت کے باوجود پانچ ہزار کے قریب بوسنین اور البانین شریک جلسہ ہوئے

جماعت جرمنی کے جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطاب کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

ناصر باغ: گروس گراؤ۔ جرمنی ۲۸۔ اگست ۱۹۹۴ء حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو دس ہزار افراد کو احمدیت میں داخل کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے آخری روز اختتامی خطاب فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی حاضری ۲۳ ہزار ۵۵۹ نفوس پر مشتمل ہے جس میں ۴۹۰۰ بوسنین اور البانوی باشندے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا جماعت احمدیہ جرمنی کو اس سال ۱۰ ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ یہ ٹارگٹ میری اجازت اور جرمنی کی جماعت کی رضامندی سے طے ہوا تھا۔ جماعت نے کام شروع کیا تو وقت کے ساتھ ساتھ ان کے پریشانی کے خطوط آنے شروع ہوئے لگتا تھا کہ وہ حوصلہ ہار رہے ہیں۔ پھر پریشانی کے ساتھ ساتھ معذرتیں بھی ساتھ آنے لگیں۔ کل جب بیعت ہوئی تو اس دس ہزار کی تعداد میں ۷۰۴ کی کمی تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ نے چاہا تو آئندہ سال نئے ٹارگٹ کے ساتھ ساتھ یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔ میں امیر صاحب جرمنی (مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے حوصلہ دلانے کے لئے کہا کہ اگلے سال کیوں یہ دعا کریں کہ اسی جلسہ سالانہ کے اختتام تک اللہ تعالیٰ یہ تعداد پوری کر دے۔ چنانچہ آج امیر صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ خدا کے فضل سے ۶۰۰ سے زائد مزید بیعتیں حاصل ہو گئی ہیں اس طرح جماعت احمدیہ جرمنی کو دس ہزار بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کرنے کی توفیق مل گئی ہے۔

جملہ احباب نے اس خوشخبری کا زبردست فلک شگاف دینی نعروں سے خیر مقدم کیا۔

حضرت صاحب نے فرمایا جوں جوں اللہ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔ اور یہ ایسی تیزیاں ہیں جو اس سے پہلے ہمارے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں۔ تو اس کے ساتھ ساتھ مخالف میں بھی نیا ابال پیدا ہوا ہے۔ لیکن اب احمدیت کا مخالف بے اختیار ہے۔ یہ کچھ نہ کر سکے گا۔ کسی کی مجال نہیں کہ وہ اللہ کی تقدیر کی ہواؤں کے خلاف جا سکے۔

حضرت صاحب نے بآواز بلند پر جوش انداز میں فرمایا کہ خدا کی قسم خدا کی تقدیر کی ہوائیں آج اسی رخ پر چل رہی ہیں جس پر ہم چل رہے ہیں۔ اور یہ ہوائیں ہم کو اور زیادہ تیزی سے چلا رہی ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ کسی ایک قوم یا ملک کا قصہ نہیں۔ تمام دنیا میں یہی نظام جاری ہو رہا ہے۔ نئے نئے مذاہب سے تعلق رکھنے والے اور نئے نئے ملکوں کے باشندے جوق در جوق بلکہ فوج در فوج احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا نئی قوموں میں صومالین بھی شامل ہیں جو بڑی تیزی سے اور ولولے سے آگے آ رہے ہیں۔ البانین بھی ہیں جو بوسنین کے علاوہ بلکہ بوسنین افراد کا مقابلہ کرتے ہوئے احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا میں حالیہ دورہ کینیڈا میں بہت سے ایسے صومالین سے ملا جو نئے احمدی ہوئے ہیں ان کے اخلاص کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا گویا رفقاء حضرت بانی سلسلہ کی اولاد ہیں۔ ایک صومالی نوجوان نے کہا کہ میں اکیلا دو سو احمدی بناؤں گا۔ میں نے کہا بس دو سو۔ اس نے کہا نہیں دو ہزار۔ میں نے کہا دو ہزار! تو وہ کہنے لگا کہ جتنا خدا دے گا۔ میں خود کو احمدیت کے لئے وقف کر چکا ہوں خدا کے فضل سے اس شخص کی زبان میں اتنی مٹھاس ہے اور اس کا اتنا اثر رسوخ ہے کہ وہ صومالین کو جلد جلد احمدیت میں داخل کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ مخالفین کو اس کا نوٹس لینا پڑا۔ اور بعض حکومتوں کی طرف سے بڑے بھاری خرچ سے صومالین کے لئے اشتہار شائع کئے گئے جن میں احمدیت کے خلاف وہی پرانے اعتراض دوہرائے گئے جن کا ہم بارہا جواب دے چکے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے نئے

باقی صفحہ ۷ پر

درخواست دعا

○ روزنامہ الفضل کے سابق مینیجر و اسسٹنٹ ایڈیٹر محترم رحمت اللہ صاحب شاکر مختلف عوارض کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی جلد صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم منیر احمد صاحب آف رحیم یار خان کی اہلیہ محترمہ رفیقہ بیگم صاحبہ بعارضہ فالج شدید بیمار ہیں اور دماغ پر بھی اس کا شدید اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد شفاء عطا فرمائے۔

اسیران کیلئے درخواست دعا

○ احمدی اسیران راہ مولا جو قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں خصوصاً میانوالی کے اسیران کو قریباً ایک سال ہونے کو ہے اسی طرح ایک دوست بہاولپور جیل میں اسیر ہیں۔ ان سب اسیران کی جلد رستگاری اور مشکلات کے دور ہونے کے لئے احباب التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور آپ ہی حامی و ناصر ہو۔

خون کی ضرورت

○ مکرم شریف احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ باٹاپور ضلع لاہور کا بیٹا شاہد محمود جو سروسز ہسپتال میں زیر علاج ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے دردمندانہ دعاؤں کے نتیجہ میں جو پوری دنیا میں ہو رہی ہیں رو بصحت ہے۔ تاہم ابھی لمبا علاج درکار ہو گا۔ چھ کورس ہوں گے۔ ان میں سے دوسرا کورس ایک دو روز میں شروع ہو گا۔ اس دوران روزانہ چار تا آٹھ یونٹ خون کی ضرورت بھی ہو گی۔

خون کا گروپ + O ہے۔ رابطہ کے لئے شاہد محمود گردہ مثانہ وارڈ مردانہ بلاک اے۔ سروسز ہسپتال لاہور فون نمبر ۷۵۸۸۳۵۱ EXT ۳۰۷۲

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ- پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۲- تبوک ۱۳۷۳ ھش ۱۲- ستمبر ۱۹۹۴ء

سنجیدگی اور صداقت

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں کہ- سنجیدگی اور صداقت روحانی ترقی کی بنیاد ہے- گویا روحانی ترقی کی عمارت کھڑی کرنی ہو تو اس کے لئے سنجیدگی اور صداقت بنیادی طور پر لازمی ہیں- اور چونکہ روحانی ترقی اللہ تعالیٰ سے محبت کے تعلق کے بڑھنے کا نام ہے- اس لئے ہر شخص یہ بات حاصل کر سکے یا نہ کر سکے چاہتا ضرور ہے کہ وہ روحانی ترقی حاصل کرے- اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہر شخص کرتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے- وہ جانے یا نہ جانے روحانی ترقی اسی کا نام ہے-

دو عنصر جو روحانی ترقی کے بتائے گئے ہیں اور جنہیں بنیاد کہا گیا ہے وہ ہیں سنجیدگی اور صداقت- جہاں تک سنجیدگی کا تعلق ہے یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ سنجیدگی کا دامن چھوڑا اور حالات خراب ہونے شروع ہوئے دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں دشمنیاں بڑھ جاتی ہیں- اگرچہ مزاح اور مذاق کو گفتگو کا ایک اہم عنصر بتایا جاتا ہے لیکن یہ آٹے میں نمک ہی کے برابر ہو تو بات بنتی ہے جہاں یہ اپنی حدود ذرا بھی پھلانگتا ہے- بات تو تو میں میں پر آجاتی ہے اور بزم کا رنگ دگرگوں ہونے لگتا ہے-

مزاح اور مذاق ہیں تو ضروری- لیکن صرف ایک حد تک- اگر اس حد کا خیال نہ رکھا جائے تو مزاح مزاح نہیں رہتا اور مذاق مذاق نہیں رہتا- دونوں بدمزگی پیدا کرتے ہیں اور اگر انسانی تعلقات ہی میں بدمزگی پیدا ہونے لگے تو روحانی ترقی کا تو خیال بھی پاس نہیں پھٹکتا-

دوسری بات جو روحانی ترقی کی بنیاد ہے وہ ہے صداقت- قول میں بھی صداقت اور فعل میں بھی صداقت- حقیقت یہ ہے کہ صداقت کے بغیر زندگی کی گاڑی چل ہی نہیں سکتی- کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے اور جھوٹ کبھی پنپتا نہیں- جھوٹ ہر خرابی کی جڑ ہے- اور ہر بدی کا منبع- پس اگر جھوٹ سے اجتناب نہ کیا جائے اور صداقت اختیار نہ کی جائے تو معاشرہ شل ہو کر رہ جائے-

انسان انسان کے ساتھ تو ریاکاری کا کام کر سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ جو علیم و خبیر اور انسان کی پوشیدہ باتوں سے بھی آگاہ ہے اس کے ساتھ کس طرح ریاکاری چل سکتی ہے- وہاں تو صداقت ہی صداقت کی ضرورت ہے- اور اسی صداقت کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ روحانی ترقی کی بنیاد ہے-

ہم سب کا مطمح نظر روحانی ترقی ہے- اور روحانی ترقی کے لئے سنجیدگی اور صداقت کی ضرورت ہے- ہمیں اس بات کے متعلق سوچنا بھی چاہئے اور صحیح سمت میں عمل بھی کرنا چاہئے- اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے-

اس طرح کیچڑ اچھالا جا رہا ہے چار سُو
گندگی سے ہے ملوث بزم میں ہر گفتگو
کس طرح اس حال میں قائم رہیں ہوش و حواس
اس جنوں نے لُوٹ لی اہلِ خرد کی آبرو

ابو الاقبال

آنکھیں تو ہیں خالی خالی اک ویران سا گھر
دل میں جھانک کے دیکھو اونچے محل کے بام و در

میرے دل کی ایک خوشی کھلتی ہے لوگوں کو
یوں لگتا ہے بھر جاتے ہیں غم سے بحر و بر

میں بھی ہوں انسان مجھے بھی سمجھو اک انسان
تُم جو کچھ بھی ہو کیا ہو تُم انسان سے بھی بڑھ کر

مجھ کو اور پرندوں سے کیا میں تو ہُوں کچھ اور
میرے اڑنے میں حائل ہیں میرے اپنے پر

میرے پیچھے آکر دیکھو کب تک آؤ گے
میرا گھر ہے میری منزل، میری منزل گھر

لوگوں کے ہاتھوں میں بھی ہے جلتی بلتی مشعل
آگ اور خون کی ہولی کھیلنے والے خود سے ڈر

دستک دینے والے اتنی جلدی لَوٹے کیوں
لگتا ہے وہ جان گئے یہ گھر ہے خالی گھر

کتنی بار خرد مندوں نے مجھ کو یہ سمجھایا
سب کے ڈھول کو پِیٹ، مگر تو اپنی بات نہ کر

میں تو سب کی ہر اک بات نسیم اپناتا ہوں
میرے آڑے آجاتے ہیں سب کے اگر مگر

نسیم سیفی

خدا تعالیٰ کی پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے

دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ وہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے- چاہئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے- اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کم تر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے-

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

قائداعظم ... سیاست کے میدان میں روشنی کا سورج

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات

خودغرض اور بے اصول سیاست

تیسری دنیا کی سیاست میں بالعموم (صرف پاکستان کی بات نہیں بلکہ تمام دنیا میں) وہ ممالک جو ابھی ترقی پذیر ہیں۔ ان کی سیاست میں ایک مشترک رجحان پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ سیاست خود غرض ہے اور بسا اوقات اصولوں کے سودے بھی کر لیتی ہے۔ جہاں تک دیانت اور اخلاق کے اعلیٰ تقاضوں کا تعلق ہے۔ سیاست دنیا میں کہیں بھی ہو وہ ان اعلیٰ اقدار سے بے بہرہ ہوتی ہے۔ سیاست خواہ مغرب کی ہو خواہ مشرق کی۔ خواہ شمال کی ہو خواہ جنوب کی' آپ کو کہیں بھی سیاست میں اعلیٰ اخلاقی اقدار دکھائی نہیں دیں گی۔ البتہ مغربی ممالک چونکہ ترقی یافتہ ہیں اس لئے ان میں یہ بات ضرور دیکھنے میں آئی ہے کہ وہاں کسی دباؤ کے تابع بھی اصولوں کے سودے نہیں کئے جاتے اور بارہا آپ کو ایسے سیاسی رہنما دکھائی دیں گے جو طاقت کے پورے عروج میں ہوتے ہوئے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں مگر کسی قیمت پر بھی اصولوں کے سودے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ نظارے آپ کو مشرق میں دکھائی نہیں دیں گے' یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ سوائے ایک تاریخی موقع کے جبکہ سیاست کے میدان میں ایک ایسا روشنی کا سورج ابھرا تھا جو بظاہر دنیا کی نظر میں سیاست دان نہیں تھا لیکن ایک بااصول اور قوم کا سچا ہمدرد انسان تھا۔ یعنی قائداعظم محمد علی جناح۔ قائداعظم کو بعض لوگ خصوصاً مغربی ناقدین جب اپنی سیاست کی عینکوں سے دیکھتے ہیں تو ان کو نہرو کے مقابل پر ان میں بہت سی خامیاں دکھائی دیتی ہیں۔ بہت سی جگہ وہ سمجھتے ہیں کہ 'ایک اچھا سیاستدان ہوتا تو لوچ دکھاتا نرمی اختیار کرتا' کچھ رستہ بدل کے چلتا۔ لیکن ایک ایسا سیاستدان ہے جس کی اتنی عزت کی جاتی ہے اور اس کے باوجود جہاں کہیں بھی سیاست کی آزمائش ہوئی وہاں اس نے اپنے اصولوں کے مقابل پر وقتی مفاد کو ٹھکرا دیا اور کسی قسم کی نرمی نہیں دکھائی جب کہ ہر موقع شناس ایسے مواقع پر نرمی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس لئے قائداعظم کو ایک سخت اکھڑ انسان کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کو حالات نے ایسا بنا دیا حالانکہ یہ تجزیہ بالکل غلط اور نادرست ہے۔

ایک عظیم بااصول بامراد رہنما

قائداعظم بہت بااصول انسان تھے ان کی زندگی میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب وہ کانگرس سے مایوس ہوئے اور مسلمانوں کے حالات پر نظر ڈال کر انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ سچائی کی خاطر تلخی کی راہوں پر قدم نہیں مار سکیں گے اور ہر طرح میرا ساتھ نہیں دے سکیں گے تو انہوں نے سیاست سے کلیتہ "کنارا کشی اختیار کی اور جیسے بعض دفعہ بچے روٹھ جاتے ہیں اس طرح یہ بالغ نظر انسان روٹھ کر انگلستان میں آکے بیٹھ گیا اور تمام دوستوں اور مداحوں کو یہ واضح اطلاع دے دی کہ آج کے بعد میں ہندوستان کی سیاست میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔ اس موقع پر (حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی) کی نظر نے دیکھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے سیاست کے لحاظ سے کوئی نجات کی راہ ہے تو وہ قائداعظم محمد علی جناح کے پیچھے چل کر ہی مل سکتی ہے۔ اور محمد علی جناح ہی سے آج ہندوستان کے مسلمانوں کا تمام مفاد وابستہ ہے۔ اس زمانے میں ہمارے مولانا عبدالرحیم صاحب درد یہاں انگلستان میں امام (بیت الفضل) لندن ہوا کرتے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے ان سے فوری طور پر رابطہ پیدا کیا اور کہا کہ جس طرح میں آپ کو سمجھاتا ہوں اس طریق پر قائداعظم سے جاکر (قائداعظم تو اس وقت غالباً نہیں کہلاتے تھے محمد علی جناح سے جاکے) ملیں اور ان کو بتائیں کہ اس وقت مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ آپ کی کامیابی یا ناکامیاں اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ناکام رہنما کے طور پر مرجائیں لیکن ایک عظیم قوم کی زندگی کی خاطر ایسی قربانیاں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ اس لئے آپ واپس آئیں اور دوبارہ مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اس وقت قائداعظم کا ردعمل جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے شروع میں بہت سخت تھا کیونکہ بااصول انسان تھے لیکن بااصول انسان جب بات کو سمجھ جاتا ہے تو' پھر نرمی بھی اختیار کرتا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو مغربی آنکھ نے نہیں دیکھا اور قائداعظم کو ایک ایسے RIGID یعنی ایسے سخت انسان کے طور پر پیش کیا ہے جو گویا بات سمجھنے کے بعد بھی راہ بدلنے پر آمادہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن اور باتوں کو چھوڑ دیں صرف یہ ایک واقعہ ہمیشہ کے لئے قائداعظم سے اس الزام کو دھونے کے لئے کافی ہے۔ اس زمانے میں (بیت الفضل) لندن کی حیثیت آج کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھی۔ چند گنتی کے احمدی تھے اور درد صاحب...... جو قائداعظم جانتے بھی نہیں تھے۔ اچانک ایک امام (بیت الذکر) کا ان کے پاس پہنچنا جو خود ایک غیر معروف انسان ہو۔ اور یہ درخواست کرنا کہ آپ اپنا فیصلہ بدل دیں اور دوبارہ واپس جائیں' ہندوستان کی سیاست میں حصہ لیں اور قوم کی پوری طرح بھرپور نمائندگی کریں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ہمارے عبدالرحیم صاحب درد...... کو قائداعظم کے ساتھ بحث و تمحیص کرنے کا موقع ملا۔ ان کو سمجھانے کی کوشش کی' بالآخر جب قائداعظم نے سمجھ لیا کہ ہاں واقعتہ" درد صاحب کا موقف درست ہے اور میرے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ جو کچھ بھی ہو مجھے بہرحال ہندوستان واپس پہنچ کر مسلمانوں کی خدمت کرنی چاہئے تو انہوں نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا اور آپ کے تاریخ دان اس بات کو مستند کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔ قائداعظم نے خود اس بات کا اقرار کیا کہ زندگی کے ایسے اہم موڑ پر مجھے سیدھی راہ دکھانے والا لندن (بیت الفضل) کا امام تھا۔ اس کے بعد وہ پھر کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ ایک بے خوف بااصول اور بامراد رہنما تھا۔ کامیابی اس کے قدم چومتی تھی۔ باوجود اس کے کہ کامیابی کے حصول کے لئے وہ اصول چھوڑ کر جھکنا نہیں جانتا تھا۔ اس نے زندگی میں کسی ایک موقع پر اپنے اصول کا سودا نہیں کیا۔ چنانچہ اس زمانے میں جب کہ پاکستان کا قیام اتنی اہمیت رکھتا تھا اور خود قائداعظم نے آکر جو برصغیر کے سیاسی حل کا راستہ تجویز کیا تھا اس کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ بظاہر ایک شخص کی کامیابی اور ناکامی کا بھی نہیں بلکہ ساری قوم کی کامیابی اور ناکامی کا سوال تھا۔ ایسے موقع پر ایک سیاستدان اپنے ساتھ جتنے بھی موافق اور مؤید اکٹھے کر سکتا ہے ان کو سمیٹتا چلا جاتا ہے۔ کسی کو کچھ لالچ دیتا ہے' کسی کو کچھ لالچ دیتا ہے' کسی سے کسی بات کے سودے ہوتے ہیں۔ کسی سے کسی اور بات کے سودے ہوتے ہیں اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اس موقع پر اتنے بڑے اصول داؤ پر لگے ہوئے ہیں کہ اس کے مقابل پر چند چھوٹے چھوٹے اصولوں کی قربانی دے دینا کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ ایسے موقع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے قائداعظم کی ایک بہت بڑی آزمائش ہوئی اور دراصل اس آزمائش پر ان کا پورا اترنا ہی ان کی زندگی کو بامراد کرنے کا فیصلہ کر گیا۔

قائداعظم کا جرأت مندانہ تاریخی فیصلہ

تمام ہندوستان میں تمام مذہبی جماعتیں...... سوائے جماعت احمدیہ کے قائداعظم اور پاکستان کی مخالف تھیں۔ مسلمان تحریک پاکستان کے حق میں تھے لیکن سب مسلمان حق میں نہیں تھے۔ جہاں تک مذہبی جماعتوں کا تعلق ہے بحیثیت تنظیم اگر تمام نہیں (ہو سکتا ہے کہ میری یادداشت نے کوئی غلطی کی ہو) لیکن بھاری اکثریت میں وہ تمام معروف اور مذہبی۔ جماعتیں جو آج پاکستان پر قابض ہیں وہ ساری کی ساری قائداعظم کی مخالف تھیں اور پاکستان کے تصور کی مخالف تھیں۔ لیکن ایک بات پر وہ اپنے موقف بدلنے پر آمادہ تھیں اور وہ چھوٹی سی بات یہ تھی کہ قائداعظم سے انہوں نے درخواست کی کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے احمدیوں کو نکال دیں اور ان کی غیر مسلم حیثیت تسلیم کرتے ہوئے ان کو مسلم لیگ سے خارج کر دیں تو ہم اپنا تمام عمر کا سیاسی موقف تبدیل کر کے آپ کے پیچھے لگنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ شرط مان لیں تو آپ کی باقی ساری باتیں بلاشرط ہم تسلیم کر لیں گے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کتنا عظیم الشان دباؤ تھا۔ ساری زندگی کی جنگ کا نتیجہ اس بات پر منحصر تھا۔ اور ایک سیاستدان' ایک دانشور جو ملکی حالات سے باخبر ہو' جو فرقوں کے باہمی تناسب اور ان کے اعداد و شمار سے واقف ہو اس کے لئے ناممکن ہے کہ ایک سیاستدان کے طور پر یہ فیصلہ کرے کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت کی نمائندہ مذہبی جماعتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے' ان کو رد کرتے ہوئے اور مخالف بناتے ہوئے ایک چھوٹی سی مذہبی جماعت کو قبول کر لے۔ محض اس لئے کہ اس کے نزدیک اصول کا تقاضہ یہ تھا کہ اکثریت کی رائے کو رد کر دیا جائے اور ایک چھوٹی اقلیتی جماعت کی رائے کو قبول کر لیا جائے۔ چنانچہ قائداعظم نے انتہائی دباؤ کے باوجود ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا میرے نزدیک مسلمان سیاست میں بنیادی طور پر یہی اصل ہمیشہ قائم رہے گا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کا حق ہے کہ بحیثیت مسلمان' مسلمانوں کی سیاست میں حصہ لے۔ جو شخص اپنے منہ سے اپنے اسلام کا انکار کرتا

باقی صفحہ ۷ پر

ابن العطاء

میرا کالم

کہتے ہیں بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں کل کو انہی بچوں نے بڑے ہو کر قوم کے کاروبار زندگی کی باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ یہ اچھے ہوں گے تو ہمارا کل اچھا ہو گا۔ ہمارا مستقبل شاندار اور روشن ہو گا۔ اور خدانخواستہ یہ اچھے نہیں ہونگے تو ہمارا کیا دھرا "سارے کا سارا" تہ و بالا ہو جائے گا۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ اور بچوں کو کل کے لئے تیار کرنے کی خاطر یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آج ان کی بہتر تربیت کی جائے۔ سب سے پہلے ان کے والدین کا فرض ہے کہ ان کی تربیت کریں۔ اساتذہ کا اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ محلے اور شہر کے بزرگوں کا۔ اگر یہ سب لوگ سب بچوں کو اپنے بچے سمجھیں تو یقیناً بہتر تربیت کر سکیں۔ جہاں تک والدین کی تربیت کا تعلق ہے یہ کوئی آسان مرحلہ نہیں ہے۔ مشکل ہے بہت مشکل ہے۔ کہتے ہیں لاڈ پیار سے بچہ بگڑ جاتا ہے۔ لیکن سختی سے بھی بگڑ جاتا ہے ایسے بچے بھی ہیں کہ جن سے محبت کی گئی اور وہ ایسے بگڑے کہ کہیں کے نہ رہے۔ ایسے بچے بھی ہیں کہ جن پر سختی کی گئی تو انہوں نے انتقاماً سارے معاشرے سے اس کا بدلہ لیا اور بجائے شریف انسان بننے کے وہ کچھ اور ہی ہو گئے۔ اسی لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ بچوں کی تربیت والدین کے لئے ایک بہت بڑا اور سخت مرحلہ ہے۔ بعض والدین اس بات کی پرواہ ہی نہیں کرتے کہ ان کے بچے کیا کر رہے ہیں۔ کہاں گھومتے پھرتے ہیں ان کے دوست کیسے ہیں۔ وہ تعلیم میں کس طرح آگے بڑھ رہے ہیں یہ ساری باتیں جیسا کہ ان کے لئے بے معنی ہوں۔ لیکن یہی وہ باتیں ہیں جن کی دیکھ بھال سے بچوں کی تربیت کا تعلق ہے۔ والدین اس بات کی نگرانی کریں کہ ان کے بچے کیا کرتے ہیں اور کس طرح کرتے ہیں ان کے بچے کہاں گھومتے پھرتے ہیں۔ اور کہاں جا کر بیٹھتے ہیں۔ ان کے بچوں کے دوست کون ہیں اور ان دوستوں میں سے اچھے یا برے لڑکے کون ہیں کن بچوں کا ساتھ وہ چھوڑ دیں اور کن بچوں کو وہ اپنے ساتھ ملا کر کھیلیں کودیں۔ اور تعلیمی پروگراموں میں بھی حصہ لیں۔ حال ہی میں ایک خبر ایک روزنامہ میں شائع ہوئی ہے جس کی سرخیاں یہ ہیں:-

"سائیکل چلانے کے شوق نے بچے کو چور بنا دیا" ایک بچہ گھر سے نکالے جانے پر مجرم بنا۔ کیمپ جیل میں اٹھارہ سال سے کم عمر ۲۵۰ بچے ہیں۔ زیادہ تر پر منشیات اور جیب تراشی کا الزام ہے۔ جیل میں بعض ایسے بچے قید ہیں جن کے والدین کو بھی ان کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔

یہ خبر ایک لحاظ سے ہم سب کے لئے سنسنی خیز ہونی چاہئے۔ اگر والدین بچوں کی ضروریات کا خیال رکھیں حتی الامکان ان کی ضروریات پوری کریں۔ جو پوری نہ کر سکتے ہوں ان کے متعلق انہیں سمجھائیں۔ ان کے شب و روز کے اوقات پر نگاہ رکھیں اور ان کی رہنمائی کرتے رہیں تو یقیناً وہ حالات کبھی پیدا نہ ہوں جو اس خبر میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے ایک منظم جماعت ہے حضرت امام جماعت الثانی نے جماعت کو اطفال الاحمدیہ' خدام الاحمدیہ' انصار اللہ ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ میں تقسیم کر کے ان سب گروپوں کی ایسی تربیت کا انتظام فرمادیا کہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت اخلاقی طور پر' دینی طور پر' علمی طور پر بھی دوسروں سے بہت آگے ہے۔ ان سب گروپوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ان سب گروپوں کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب گروہوں کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد حضرت امام جماعت الرابع نے وقف نو کی سکیم جاری فرما کر جماعت پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اس احسان کی ابتداء خدا تعالیٰ کے احسان سے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہی امام جماعت کی رہنمائی فرماتا ہے اور پھر امام جماعت جماعت کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ وقف نو کی تحریک آئندہ کے لئے بہتر نوجوان پیدا کرنے کی مفید ترین تحریک ہے۔ بچے کی پیدائش ہی سے اس کا خیال رکھا جاتا ہے جوں جوں آگے بڑھتے ہیں۔ اس کے لئے پروگرام تیار کئے جاتے ہیں جو مناسب حال ہوتے ہیں اور اس کی عمر کے مطابق اس کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ نے چاہا تو جب واقفین نو کی یہ فوج بھرپور جوانی کے زمانے کو پہنچے گی تو دنیا دیکھے گی کہ دنیا کی رہنمائی کرنے کے لئے دنیا کو اخلاقی بحران سے نکالنے کے لئے ایک بہت بڑی فوج صف بستہ کھڑی ہے۔ اور ساری دنیا میں پھیل کر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ ان واقفین نو بچوں کو ہمیں ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ہمارا کل کا بہتر اور روشن مستقبل ہے۔

> دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

THE MOMENT OF TRUTH

The moment of Truth has come
The Truth that has always been there
Whether people care or they do not care
Whether it makes itself known
And people talk of it in a louder tone
Or they fight shy
Though they don't know, why
It doesn't come on their lips
Down deep it dives and dips
And it looks as if this Truth
Whose passage has always been smooth
Has lost its way
None will see and none will say
That it ever was there
Up and down and everywhere
But the Truth is great

You can never under-rate
It may hide its face
And none may be able to trace
But then
There is always a time for men
To understand
That the Truth is grand
And that time is now
Let the people bow
To the Truth that is there
And share
The blessings of the heavenly aid
Which at our doors, God has laid.

سچائی کا لمحہ

سچائی کا لمحہ آن پہنچا ہے
وہ سچائی جو در حقیقت ہمیشہ موجود رہی ہے
چاہے لوگ اس کی پرواہ کریں یا اس کی پرواہ نہ کریں
چاہے وہ اپنے آپ کو منوا لے یا ایسا نہ ہو سکے
لوگ اس کے متعلق پر جوش آواز میں بات کریں
یا اس سے شرماتے ہوئے ہچکچائیں
اگرچہ وہ یہ نہیں جان رہے ہوتے
کہ وہ اسی سچائی کو اپنے ہونٹوں پر کیوں نہیں آنے دیتے
یہ سچائی ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے
اور ایسا لگتا ہے کہ یہ سچائی جس کی راہ گذر ہمیشہ ساتھ رہی ہے

اس سچائی میں اپنا رستہ کھو دیا ہے
کوئی شخص یہ دیکھ نہیں سکے گا
اور کوئی شخص کہہ نہیں سکے گا کہ یہ سچائی، وہاں موجود تھی
کہیں نیچے یا اوپر۔ ہر جگہ پر
لیکن سچائی بڑی عظیم ہے کوئی شخص اس کی بات نہیں کر سکتا

یہ اپنا چہرہ چھپا بھی لے اور کوئی شخص اسے تلاش نہ کر سکے
لیکن اس کے باوجود انسانوں کے لئے ہمیشہ کوئی نہ کوئی وقت مقرر ہوتا ہے
جب وہ اسے سمجھ لیتے ہیں۔ جب وہ یہ بات سمجھ لیتے ہیں
کہ سچائی ایک بہت عظیم بات ہے۔
اور اب وقت آگیا ہے کہ لوگ اس کے سامنے جھک جائیں
سچائی ان کے سامنے موجود ہوتی ہے
اور انہیں اس سے حصہ لینے کا موقعہ ملتا ہے
اور یہ حصہ آسمانی امداد کی برکات سے تعلق رکھتا ہے
اور یہ برکات خدا تعالیٰ نے ہمارے دروازوں تک بھیج دی ہوتی ہیں۔

☆ ○ ☆

> اللہ کے ذکر کے تقاضوں کو ایک عاشق کی طرح پورا کرو اور جس طرح محبت کرنے والا یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کا ذکر خیر کرنے والے لوگ ہوں ان میں وہ بیٹھ کر لذت پاتا ہے اسی طرح اپنے لئے صحبتِ صالحین اختیار کرو۔
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

نون-سین

ایک نوجوان کی موت

بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بوڑھا ہو گیا ہے۔ گور کنارے بیٹھا ہے۔ میں جب یہ بات سنتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ بات تو ان کی بھی سچی ہے لیکن آج ہی کیا گور کنارے بیٹھا ہے۔ وہ تو جب سے پیدا ہوا ہے اسی وقت سے موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور ادھر فوت ہو جاتا ہے۔ پانچ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہزاروں بچے ہمارے ہی ملک میں فوت ہو جاتے ہیں پھر نوجوانی میں فوت ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ خاصے جوان ہو کر فوت ہوتے ہیں کچھ بوڑھے ہو کر فوت ہوتے ہیں۔ تو گویا کہ باوجود اس بات کے سچی ہونے کے کہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ گور کنارے بیٹھا ہے۔ یہ بات بھی اسی طرح سچی ہے کہ جب سے وہ شخص یا کوئی بھی انسان پیدا ہوا اسی وقت سے وہ گور کنارے بیٹھا ہوا ہے۔ کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کیا خوبصورت بات فرمائی ہے کہ ہر انسان سفر کر رہا ہے یوں کہہ لیجئے گاڑی میں سفر کر رہا ہے جہاں تک اس نے جانا ہے وہاں تک کا ٹکٹ اس کے ہاتھ میں ہے۔ مٹھی بند ہے۔ اور وہ خود دیکھ نہیں سکتا کہ اس نے کہاں تک جانا ہے۔ لیکن جب اس کا سٹیشن آتا ہے تو وہ اتر جاتا ہے۔ وہاں جب اترتا ہے تو پھر اسے یا دوسرے لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ اس کا سٹیشن کون سا تھا۔ اسی طرح اگر غور کیا جائے تو باوجود اس کے کہ ہم یہ کہتے نہیں تھکتے کہ انسانی زندگی کا کیا بھروسہ۔ پل بھر کا بھی بھروسہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں زندگی بلبلہ ہے پانی کا۔ بلبلہ تو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔ موت کے متعلق یہ باتیں کہتے ہوئے ہم کبھی تھکتے نہیں لیکن جب کوئی شخص اس دنیا سے جاتا ہے تو ہمارے غم کے بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہے۔ کبھی ہم کہتے ہیں کہ وقت سے پہلے چلا گیا۔ اور کبھی کچھ۔ یہ بات اس وقت ہمارے ذہن میں نہیں آتی کہ ہم تو ہمیشہ کہتے تھے کہ پل بھر کا بھروسہ نہیں اور اب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کی موت کا یقین ہی نہیں آتا۔ چلا تو گیا ہے لیکن موت کا یقین نہیں آتا۔ یقین کیوں نہیں آتا۔ اس لئے کہ ہم بلا سوچ سمجھے یہ بات کہنے کے عادی ہو گئے ہیں کہ انسان کی زندگی کا کیا بھروسہ۔ پل بھر میں ہے اور پل بھر میں نہیں ہے گویا کہ رسمی طور پر ہم یہ بات کہتے ہیں اگر رسمی طور پر نہ کہیں تو یقیناً کسی کے مرنے پر ہمیں کم از کم اتنا غم نہ ہو جتنا ہم کرتے ہیں۔

ایسی باتوں کو سمجھانے کے لئے کچھ اور دلیلیں بھی دی جاتی ہیں۔

میں دس بارہ سال کا بچہ تھا کہ میری والدہ وفات پا گئیں۔ رات کے وقت وہ فوت ہوئیں صبح نماز کے لئے میرے ایک ماموں مجھے ساتھ لے کر بیت الحمد میں گئے۔ راستے میں مجھ سے کہنے لگے کہ اگر تم نے کسی دوست سے مانگ کر کتاب لی ہو بالفاظ دیگر کسی دوست نے تمہیں کوئی کتاب دی ہو اور پھر واپس مانگے تو کیا تم وہ کتاب واپس دے دوگے یا نہیں۔ میں نے کہا یقیناً کتاب واپس دے دوں گا۔ میں اس وقت فوری طور پر یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں لیکن یہ بات کہنے کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگے کہ یہی حال تمہاری والدہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری والدہ دی ہوئی تھی۔ اب اس نے واپس لے لی ہے۔ شائد اس وقت تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہ آنے والی تھی۔ کہ غم کا ریلا آیا ہوا تھا اور صبر کے سب بند ٹوٹے ہوئے تھے۔ لیکن بعد میں یہ بات اتنی شدت کے ساتھ سمجھ آئی کہ جہاں موقعہ ملتا ہے میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اور دوسروں کو تسلی دلاتا ہوں کہ خدا کی دی ہوئی چیز اس نے واپس لی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ اگر یہ بات سمجھ آجائے تو انسان کو خاصی تسلی ہو جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرزند دلبند مرزا مبارک احمد صاحب جب بیمار تھے تو گھر میں پریشانی کا عالم تھا۔ لیکن جب فوت ہو گئے تو حضرت صاحب برآمدے میں یا کسی اور جگہ بیٹھ کر دوستوں کو اطلاع دینے کے لئے خطوط لکھنے میں اس سکون کے ساتھ مصروف ہو گئے کہ جو شخص تعزیت کے لئے آتا۔ وہ حیران رہ جاتا حضرت صاحب یہ جانتے تھے اور یہی درس دوسروں کو دینا چاہتے تھے کہ جتنے عرصے کے لئے انسان کو اس دنیا میں بھیجا جاتا ہے اتنا عرصہ گذارنے کے بعد وہ چلا جاتا ہے۔ وہ اس سے ایک لمحہ بھی زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔

ایک اور بات سامنے آئی ہے۔ ہم مرنے والے کا یوں ذکر کرتے ہیں کہ اس کی آئندہ زندگی جو اس نے نہیں گذاری اور جس سے پہلے ہی وہ فوت ہو گیا۔ اس کے متعلق سوچنے لگتے ہیں۔ اگر نوجوان ہے تو یہ سوچتے ہیں کہ وہ اور بڑا ہوتا پھر اور بڑا ہوتا، تو یہ کام کرتا وہ کام کرتا۔ دنیا میں نام پیدا کرتا۔ یہ ساری باتیں ہمارے ذہن میں آتی ہیں۔ حالانکہ یہ سب تصورات ہیں۔ حقائق نہیں ہیں۔ وہ ایسا بنتا کہ نہ بنتا کون جانتا ہے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ اس نے کیسی زندگی گذاری ہے لیکن ہم یہ نہیں جانتے اور یہ ہرگز نہیں جان سکتے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو کیسی زندگی گذارتا۔

کہتے ہیں کہ آخری عمر میں مولانا محمد حسین صاحب آزاد جو اردو کے ایک نامور ادیب ہو گذرے ہیں اور جن کی تحریریں پڑھ کر لوگوں کو لطف بھی آتا ہے اور روشنی بھی نظر آنے لگتی ہے۔ وہ آخری عمر میں دماغی توازن کھو بیٹھے تھے اور لاہور کی سڑکوں پر کاغذوں کے پرزے جمع کرتے پھرتے تھے۔ اب بتایئے کجا وہ زندگی کا پہلا حصہ جس میں انہوں نے ادب کے لئے بہت سا کام کیا انسانی بہبود کے لئے بہت سے کام کئے اور کجا زندگی کا یہ دوسرا حصہ جس میں وہ دماغی توازن کھو بیٹھے اور سڑکوں پر گھومتے پھرتے کاغذوں کے چھوٹے چھوٹے پرزے اکٹھے کرتے رہتے تھے۔

کون جانتا ہے کہ آنے والی زندگی یعنی آنے والا وقت زندگی تو اسے نہیں کہا جا سکتا کیسا ہوتا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ آپ کا ایک بچہ آیا کہنے لگا ابا گھوڑا لے دیں۔ آپ نے فرمایا اچھا لے دیں گے۔ جاؤ۔ کھیلو۔ وہ کھیلنے چلا گیا اور کھیل میں کوئی ایسا حادثہ پیش آگیا کہ وہ فوت ہو گیا۔ جب آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا تو لوگ کہتے ہیں کہ خاصی دیر تک خاموش رہے پھر بڑے زور سے سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے کہا۔ جنازہ کے بعد حضرت صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ نے اتنا توقف کیوں کیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اتنے زور سے کیوں کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا بیٹا فوت ہوا۔ غم تو لازمی بات ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میرا بیٹا فوت ہو اور مجھے اس کا غم نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر میں نے اس لئے ادا کیا کہ مجھے کیا معلوم کہ بعد میں اگر یہ زندہ رہتا تو کیا بنتا۔ خدانخواستہ یہ چور یا ڈاکو بن جاتا تو میری ساری عزت خاک میں مل جاتی۔ اس لئے میں نے خدا کا شکر کیا کہ جس وقت وہ اس دنیا سے چلا گیا وہی وقت اس کے جانے کا تھا۔

ایسی ہی اور بہت سی باتیں میرے سامنے آنے لگیں میں نے سوچنا شروع کیا اور میں سوچتا ہی چلا گیا پھر مجھے ایک کہانی یاد آگئی۔ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے دوست سے ملنے کسی دوسرے شہر میں گیا۔ وہ دونوں دوست کہیں جا رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک جنازہ جا رہا ہے۔ اور جنازے پر لوگ رو رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ لوگ رو کیوں رہے ہیں۔ کہنے لگے ایک آدمی فوت ہو گیا ہے اس کے مرنے کا انہیں غم ہے۔ تو وہ صاحب کہنے لگے۔ کہ ابھی ابھی آپ نے مجھ سے جو قرض مانگا تھا وہ میں آپ کو نہیں دوں گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس قرض کی ادائیگی کے وقت آپ رونے لگیں۔ یہی کچھ تو یہاں ہو رہا ہے۔ کہ یہ شخص جس کا جنازہ جا رہا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے اس دنیا میں بھیجا تھا۔ اسی نے واپس لے لیا اور لوگ رو رہے ہیں تو معلوم ہوا تمہارے شہر میں چیز کا واپس کرنا لوگوں کو اچھا نہیں لگتا ہے تو یہ کہانی لیکن بہرحال اس سے بھی ایک سبق ملتا ہے۔ یہ سارے سبق ملا کر یکجا کر کے دیکھا جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ انسانی زندگی کا پل بھر کا بھروسہ نہیں۔ اور کوئی چلا جائے تو اس کی اس زندگی کے متعلق بات کیجئے جو اس نے بسر کی ہے۔ اگر اچھی زندگی بسر کی ہے تو اس کی تعریف کیجئے۔ اس کے لئے دعائیں کیجئے۔ اس زندگی کے متعلق بات نہ کیجئے جو اسے ملی ہی نہیں اور جس میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا بنتا' ایک ڈاکٹر کے متعلق سنا گیا بہت اچھے ڈاکٹر تھے لیکن جب وہ پچاس ساٹھ سال کے ہوئے تو ان کا ذہنی توازن بگڑ گیا وہ مولوی محمد حسین آزاد کی طرح سڑکوں پر گھومتے پھرتے تھے اور چھوٹے چھوٹے کاغذوں کے پرزے لے کر ان پر کچھ لکیریں کھینچتے اور انہیں پھینک دیتے اور کہتے کہ جاؤ یہ نسخہ لے جاؤ۔ اس سے تمہیں آرام آجائے گا۔ اب اندازہ کیجئے کہ ایک زندگی کا وہ حصہ جب وہ لوگوں کے لئے نہایت مفید کام سرانجام دے رہے تھے اور دوسرا زندگی کا یہ حصہ جب وہ یونہی کاغذ کے پرزوں پر لکیریں کھینچ کر ادھر ادھر پھینک رہے اور کہہ رہے ہیں کہ جاؤ یہ نسخہ لے جاؤ اس سے تمہیں آرام آجائے گا۔ پس جو زندگی کسی نے گذاری ہے وہ ہمارے سامنے میں ہے اس کا ہم ذکر کر سکتے ہیں اس کی ہم تعریف کر سکتے ہیں لیکن جو وقت کسی نے ہمارے سامنے گذارا ہی نہیں اس کے متعلق ہم تصورات میں کھو جائیں اور از خود یہ سوچنے لگیں کہ وہ یہ ہو جاتا اور وہ وہ ہو جاتا۔ وہ یہ بن جاتا وہ وہ بن جاتا یہ بات درست نہیں ہے۔

یہ نوجوان شخص جس کی موت کے ذکر سے میں نے یہ بات شروع کی تھی یہ میری ایک بھانجی کا بیٹا ڈاکٹر نصیر احمد تھا۔ جس کی ابھی ڈیڑھ دو سال ہوئے شادی ہوئی اور جو اس وقت کینیڈا میں انسانیت کی خدمت کر رہا تھا۔ اور مزید تعلیم حاصل کر رہا تھا دراصل اس کی موت کی جب مجھے اطلاع ملی تو یہ سب خیالات میرے ذہن میں آنے لگے اور میں نے سوچا کہ میں الفضل کے قارئین کو اپنے ان خیالات سے آگاہ کروں۔ میں ڈاکٹر نصیر احمد کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست بھی کرتا ہوں۔

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

قاہرہ کانفرنس

دنیا بھر میں آبادی جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اس نے صرف ترقی پذیر ممالک ہی کو نہیں بلکہ دنیا کے تمام ممالک کو اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں آبادی کو کنٹرول میں کرنے کے لئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ بہت سے ممالک نے اس میں کامیابی بھی حاصل کی ہے جن میں سب سے زیادہ آبادی کا ملک چین قابل ذکر ہے اس کے علاوہ انڈونیشیا جیسے بڑی آبادی کے ملک نے بھی اس میں قابل قدر پیش رفت کی ہے۔

اقوام متحدہ کے تحت قاہرہ میں ہونے والی عالمی کانفرنس کا مقصد بھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک ٢٠- سالہ مربوط حکمت عملی وضع کرنا ہے۔ اس کانفرنس کی ابتدائی دستاویزات جاری ہوئیں تو ان میں مذہب اور اخلاق کے خلاف ایسی باتیں شامل تھیں جن کو مغرب میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کیونکہ عموماً مغربی رویے مذہب اور اخلاق دونوں سے بے گانہ ہوتے ہیں۔ لیکن ترقی پذیر ممالک خصوصاً اسلامی ممالک میں اس کے خلاف سخت رد عمل ہوا۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اس کے خلاف احتجاج ہوا اور کئی اسلامی ممالک سعودی عرب، سوڈان، بنگلہ دیش وغیرہ نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ پاکستان پر بھی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ بھی اس میں شامل نہ ہو کیونکہ اس میں اسلامی تعلیمات کے خلاف اسقاط حمل کے حق میں اور جنسی تعلیم دیئے جانے کے حق میں قرارداد منظور ہونے کی توقع تھی۔ یہ رویہ بجا طور پر شکست خوردہ رویہ کہلا سکتا ہے کیونکہ سامنے آکر مقابلہ کرنے کی بجائے اس رویے کا مقصد شتر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپا کر یہ امید کرنا تھا کہ طوفان کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ اکثر مسلمان ممالک اسلامی انتہا پسندی کے رویوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ عموماً اسلامی ملک کا ایک مٹھی بھر طبقہ اسلامی اصولوں کے بارے میں شدت اور تشدد کا مظاہرہ کرتا ہے اور دنیا بھر کے اسلامی ممالک ان رویوں سے پریشان ہیں۔ بنگلہ دیش ملائیشیا، سوڈان، الجزائر وغیرہ اس کی مثال ہیں۔ پاکستان میں بھی یہ مسئلہ سر اٹھاتا رہتا ہے۔ مسلم حکومتوں نے اس انتہا پسندی کے رویہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کانفرنس سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ حالانکہ زیادہ بہتر رویہ یہ ہوتا کہ یہ ممالک کانفرنس میں شامل ہوتے۔ اپنی بات کہتے اور پھر بھی اگر اسلامی اصولوں کے خلاف سفارشات پاس ہوتیں تو ان سے لاتعلقی کا اعلان کر سکتے تھے۔

پاکستان کی وزیراعظم نے یہی راستہ چنا چنانچہ انہوں نے قاہرہ کانفرنس میں ڈٹ کر غیر اسلامی اصولوں کی مخالفت کی اور ان کی تقریر کے دوران وقفے وقفے سے جو زبردست تالیاں بجتی رہی ہیں وہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ ان کی آواز کو اسلامی ممالک اور ترقی پذیر ممالک کی نمائندہ آواز سمجھا گیا۔

اس کانفرنس کا ایک خوشکن پہلو یہ ہے کہ شاید پہلی بار عالمی فورم پر مذہب کے حامی اکٹھے ہو گئے ہیں چاہے ان کا تعلق اسلام سے ہے یا عیسائیت سے۔ عیسائیوں کے مذہبی لیڈر پوپ پال نے اس کانفرنس کے غیر اخلاقی اور غیر مذہبی مقاصد کی سختی سے مخالفت کی اور اس کانفرنس کو انسانی حقوق کے مخالف قرار دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ اس بین الاقوامی کانفرنس میں جس میں ١٧٠- ممالک کے تین ہزار سے زائد نمائندے شریک ہیں مقابلہ مذہب کے حامیوں اور لامذہبیت کے درمیان ہے۔

اس کانفرنس کی جو اہم باتیں اب تک سامنے آئی ہیں ان سے یہ امید کی جا رہی ہے کہ اس کانفرنس کی دستاویزات کو متوازن بنایا جائے گا اور اس میں سے غیر اسلامی اور غیر اخلاقی شقیں نکال دی جائیں گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پاکستان سمیت کئی ممالک ان سفارشات کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے اور اس کانفرنس کا مقصد فوت ہو کر رہ جائے گا۔

☆ O ☆

بوسنیا کی صورت حال

بوسنیا کے بارے میں امن سمجھوتے پر عمل در آمد کھٹائی میں پڑنے سے ایک بار پھر صورت حال خراب ہو رہی ہے۔ پوپ پال کا سراجیوو کا دورہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ سربوں نے ان کی حفاظت کی ضمانت دینے سے انکار کر دیا تھا اور بڑی ڈھٹائی سے کہا تھا کہ خود مسلمان ان پر حملہ کر دیں گے اور یہ کہیں گے کہ سربوں نے حملہ کیا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ بیان اور بہانہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ درحقیقت سربوں کو پوپ پال کی بوسنیا کے بارے میں پالیسیوں سے اتفاق نہیں ہے۔

اب حالات یہ ہیں کہ سربوں نے اپنے زیر قبضہ علاقوں سے بوسنیا کے مسلمانوں اور کروٹس کو باہر نکالنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ گذشتہ دو ہفتوں کے دوران سربوں نے دو ہزار مسلمانوں اور کروٹس کو زبردستی ان کے گھروں سے نکال دیا ہے اب یہ لوگ لٹ پٹ کر بوسنیا کے مسلم قبضہ والے علاقوں میں آنے اور کیمپوں میں رہ کر امن کا انتظار کرنے پر مجبور ہیں۔

بوسنیا کے صدر علی جاہ عزت بیگوویچ نے سراجیوو میں ایک پریس کانفرنس کے دوران عالمی دنیا کو ایک بار پھر بوسنیا کی خراب صورت حال کی طرف متوجہ کیا ہے اور کہا ہے کہ پوپ پال کے دورے کی منسوخی سے بوسنیا کی خراب صورت حال کا بڑی اچھی طرح پتہ چل سکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں ایک مضبوط دفاعی سسٹم کی ضرورت ہے جو ہتھیاروں کے بغیر ممکن نہیں۔

بوسنیا کو ہتھیاروں کی فراہمی کا معاملہ ابھی تک عالمی طاقتوں میں باعث نزاع بنا ہوا ہے۔ روس نے یوں تو سربوں کی اعلانیہ حمایت ترک کر دی ہے لیکن اسلحہ کی فراہمی پر سے پابندی اٹھانے کے حق میں وہ نہیں ہے۔ گذشتہ دنوں روس کے وزیر خارجہ نے بڑی سختی سے یہ کہا تھا کہ وہ بوسنیا پر سے ہتھیاروں کی فراہمی پر سے پابندی ہٹانے کو برداشت نہیں کریں گے۔

روس اس علاقے میں مسلمانوں کا بڑا پرانا دشمن ہے پون صدی پیشتر جب بلقان کی جنگیں ہوئیں اور یہ سارے علاقے جن میں موجودہ بوسنیا بھی شامل ہے ترکی کی عثمانی حکومت کے قبضے سے بزور چھین لئے گئے تو اس وقت بھی روس ترکی کی حکومت کا مخالف تھا۔ اب بھی سربوں کے پیچھے روس کی حکومت کی حمایت کا ذکر آتا رہتا ہے۔ اور حالیہ امن معاہدے پر روس کی رضامندی بھی مغربی طاقتوں کے دباؤ کا نتیجہ تھی۔ مگر اب اس پر عمل در آمد کا مسئلہ التوا میں پڑا ہوا ہے اور سربوں کے ظلم و زیادتی کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا ہے۔

☆ O ☆

سری لنکا۔ بہتری کی امید

سری لنکا میں ایک بار پھر خاتون وزیراعظم نے اقتدار سنبھال لیا ہے قریباً ١٩- سال کے بعد سری لنکا میں اقتدار کی تبدیلی عمل میں آئی ہے۔ اور اب نئی حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جو اچھی خبریں سننے میں آ رہی ہیں ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ سری لنکا میں دو دہائیوں سے نافذ شدہ ہنگامی حالت ختم کر دی گئی ہے۔ سری لنکا میں علیحدگی پسند تامل ٹائیگرز نے سری لنکا کی حکومت اور عوام کو سخت مشکلات میں ڈالا ہوا ہے۔ سینکڑوں افراد دونوں اطراف سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اب تاملوں نے پہلی بار حکومت سے بات چیت کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ وزیراعظم مادام چندریکا رتنا نائکے نے جو سابق وزرائے اعظم سنبدرا نائکے اور مسز بندرا نائکے کی صاحبزادی ہیں اس امر کا اعلان کیا ہے کہ وہ ملک میں امن بحال کریں گی۔ اگرچہ سری لنکا میں روایتی لڑائی سنہالیوں اور تاملوں کے درمیان ہے اور موجودہ وزیراعظم بھی سابقہ حکومتوں کے سربراہوں کی طرح سنہالی ہیں لیکن اس کے باوجود رویے میں تبدیلی اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ سری لنکا میں امن کی امید- ١٩- سال کے بعد- پہلی بار پیدا ہو گئی ہے۔

☆ OOO ☆

شمالی کوریا کا صدر کون ہے؟

شمالی کوریا کے آنجہانی صدر کم آل سنگ کی وفات کے بعد تاحال کسی شخص کی بطور صدر تقرری کا باضابطہ اعلان نہیں کیا گیا۔ کمیونسٹ ملکوں کی روایت کے مطابق جہاں خبریں بڑی دیر میں اور سوچ سوچ کر باہر نکالی جاتی ہیں شمالی کوریا میں بھی اقتدار کی جنگ. بحران کا شکار معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ آنجہانی کے بیٹے کم ال جونگ کے بارے میں ریڈیو سے یہ خبر نشر کی گئی تھی کہ ان کو پارٹی اور ملک کے سب سے بڑے عہدے پر ترقی دے دی گئی ہے لیکن ان کو ابھی تک ملک کا صدر کہہ کر نہیں پکارا گیا۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ شمالی کوریا میں اقتدار کی جنگ کا حتمی فیصلہ نہیں ہوا اس لئے مسٹر کم ال جونگ کو باضابطہ صدر مقرر کرنے کا اعلان نہیں ہوا۔ اور اقتدار کا اونٹ جب تک کسی ایک کروٹ نہیں بیٹھتا۔ ان کی صدارت کا معاملہ مخمصے کا شکار رہے گا۔

جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو

خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلیل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بقیہ صفحہ ۱

بوسنین احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں بھی احمدیت کے خلاف سخت پراپیگنڈہ کیا گیا مگر یہ لوگ صرف عقلاً احمدی نہیں ہیں بلکہ میں خدا تعالیٰ کے اس اعجاز کو دیکھ کر حیران ہوں کہ اللہ نے آناً فاناً ان کے دلوں کی کایا پلٹ دی ہے۔ اور وہ دن بدن اپنے ایمان میں ترقی کرتے چلے جارہے ہیں۔ جب وہ ملتے ہیں تو وفور جذبات سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ یہ وہ ساری باتیں ہیں جنہوں نے مخالفین کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔

اس جلسہ سالانہ کے موقع پر بوسنین میں اتنا پروپیگنڈہ کیا گیا کہ خطرہ تھا کہ بہت کم بوسنین جلسہ میں شامل ہو سکیں گے۔ ان کو یہ بھی دھمکی دی گئی کہ اگر وہ ناصر باغ جلسہ میں شمولیت کے لئے گئے تو ان کی حکومت سے شکایت کر دی جائے گی وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر گئے ہیں اس طرح ان کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا جب یہ رپورٹیں مجھے پہنچیں تو میں نے کہا کہ آپ کی رپورٹوں میں جو گھبراہٹ آرہی ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ آپ جانتے نہیں کہ آپ نے کس کی بیعت کی ہے؟ آپ نے حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کی ہے جو فرماتے ہیں کہ "میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں" ناممکن ہے کہ دشمن آپ پر ہاتھ ڈال سکے۔ حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں کہ:-

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

چنانچہ کل مجھے امیر صاحب جرمنی بہت مسکراتے ہوئے ملے اور کہا کہ آپ کی بات ٹھیک نکلی ہے۔ مخالف کچھ نہیں کر سکے جو ہماری توقع تھی اس سے بہت زیادہ بوسنین آ گئے ہیں۔ خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ چار ہزار آئیں گے لیکن بوسنین اور البانین ملا کر اس جلسہ پر ۴۹۰۰۔ افراد شریک ہوئے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ میں نے لکھ رکھا ہے کہ میں غالب رہوں گا۔ اس سے زیادہ شدت کے ساتھ اور کیا وعدہ کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد حضرت صاحب نے جماعت احمدیہ پر کئے جانے والے اعتراضات کا تفصیلی جواب عطا فرمایا اور ہر جواب کے ساتھ ٹھوس حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ ایک اعتراض جماعت احمدیہ پر یہ کیا گیا کہ انہوں نے شراب کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ پاکستان میں شراب پر پابندی ہے صرف غیر مسلموں کو شراب پینے کی اجازت ہے۔ حکومت کو معلوم ہوا کہ شراب بڑی تعداد میں بک رہی ہے۔ پتہ لگا تو معلوم ہوا کہ عام لوگ قادیانی بن بن کر شراب خرید رہے ہیں۔ ان میں سے حقیقی احمدی ایک بھی نہیں۔ انگلستان میں بہت سے مسلمان بھی شراب کا کاروبار کرتے ہیں۔ بعض احمدی جو اس کاروبار میں کسی طرح شریک تھے ان کو میں نے روکا اور کہا کہ تمہاری آمدنی سے ہم کوئی چندہ وصول نہیں کریں گے تو وہ اپنی ساری آمدن کو چھوڑ کر آ گئے کہ خدا کے لئے ہم سے چندہ وصول کرو اب ہم اس کام سے توبہ کرتے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا ساری دنیا میں شراب سے نفرت کرنے والی کوئی قوم ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا مجھے اطلاعیں ضرور دیں مگر گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی عظیم ترقیات عطا فرما رہا ہے۔ اللہ کی ایسی ایسی تجلّیات ظاہر ہو رہی ہیں کہ اس سے پہلے کبھی ہم نے دیکھی نہ تھیں اللہ کے فضلوں کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ ہم سے ہماری خوشیاں کوئی نہیں چھین سکتا۔ حضرت صاحب نے افریقہ میں احمدیت کی تیزی سے ترقی کے بعض ایمان افروز واقعات سنائے۔ جن میں ایک دفعہ میں ۱۰۔ ہزار افراد احمدی ہوئے۔

بقیہ صفحہ ۳

ہے اس کا کوئی حق نہیں وہ ہمارے ساتھ شامل ہو۔ یہ اتنی سی بات تھی مگر انہوں نے احمدیوں کی ممبر شپ رکوانے کی بجائے باقاعدہ ایک تاریخی فیصلہ کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ ہر احمدی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں دوسری تمام مذہبی جماعتیں اگر ناراض ہو کر مسلم لیگ کی ممبر شپ سے الگ ہوتی ہیں تو ہونے دو۔

اصولی اور منصفانہ فیصلے کے دور رس نتائج یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جس کے نتیجہ میں دراصل قائداعظم کامیاب ہوئے۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جو خدا کو پسند آیا۔ یہ وہ انصاف اور تقویٰ کی بات تھی جس نے درحقیقت ایک ہاری ہوئی بازی کو جتا دیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایسی ایک ہی فیصلے کی برکت تھی کہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا۔ اس فیصلے سے پہلے خود پنجاب میں بھی قائداعظم کے ہم خیالوں کو کوئی طاقت حاصل نہیں تھی۔ سردار خضر حیات کی یونینسٹ حکومت پنجاب میں قائم تھی جو مسلم لیگ کی مخالف اور کانگریس کے اصولوں سے متفق تھی۔ اور پنجاب جو آج پاکستان کی جان ہے اس پنجاب میں بھی اگر مسلم لیگ کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو اندازہ کریں کہ اس وقت ایک ایسا فیصلہ کرنا جس سے تمام بڑی مذہبی جماعتیں ناراض ہو جائیں۔ صرف ایک چھوٹی سی اقلیت کو خوش کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے اصول پر قائم رہنے کی خاطر اس چھوٹی اقلیت کو ترجیح دینے کا یہ وہ فیصلہ تھا جس نے حالات کی کایا پلٹ دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بڑے بڑے علماء جو قائداعظم کو رد کر چکے تھے ان کے پلیٹ فارم ان کے قدموں تلے سے کھسکنے شروع ہوئے اور قائداعظم کے قدموں کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ قدم جو ان پلیٹ فارموں کی طرف لالچ کی وجہ سے نہیں بڑھے تھے خدا نے ان پلیٹ فارموں کو ان کے مالکوں کے قدموں کے نیچے سے نکال دیا اور وہ پلیٹ فارم قائداعظم کی طرف بڑھنے لگے یہاں تک کہ ایک ایسا ریلا آیا کہ جس میں علماء ہواؤں میں لٹکے ہوئے رہ گئے اور ان کے نیچے کی تمام زمین نکل گئی۔ یہ ہے اصول کی وہ بات جو بدقسمتی سے آج تک ہمارے سیاستدانوں نے نہیں سیکھی۔ اس وقت پاکستان میں جو صورت حال ہے اس میں بھی اس قسم کی بعض باتیں ہیں جن کے فیصلے ہونے والے ہیں۔"

(الفضل ۱۲۔ ستمبر ۱۹۹۱ء)

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرم مولوی کرم الٰہی صاحب ناصر آباد اسٹیٹ سندھ بعمر ۷۲ سال مورخہ یکم ستمبر ۹۴ء کو کراچی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی میت ربوہ لائی گئی اور دو ستمبر کو بعد جنازہ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

نعم البدل

○ عزیزہ ازبیہ مبارک بنت مکرم مبارک احمد سولنگی صاحب حلقہ سانده لاہور بعمر ڈیڑھ سال گزشتہ دنوں انتقال کر گئی۔ وہ تقریباً سات ماہ سے بیمار تھی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور نعم البدل سے نوازے۔

آسامیاں خالی ہیں

○ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مندرجہ ذیل آسامیاں خالی ہیں۔

۱۔ پتھالوجسٹ۔ تعداد ۱

گریڈ = 4880-325-8130

۲۔ میڈیکل رجسٹرار۔ تعداد ۱

گریڈ = 3804-258-6900

500 NPA

۳۔ آئی رجسٹرار۔ تعداد ۱

گریڈ = 3804-258-6900

500 NPA

۴۔ ڈینٹل سرجن۔ تعداد ۲

گریڈ = 3804-258-6900

500 NPA

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

○ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے ذہین اور ایسے مستحق طلباء و طالبات تعلیمی امداد پاتے ہیں۔ جو خود اس قابل نہیں کہ اپنے اخراجات خود اٹھا سکیں۔ یہ شعبہ صدر انجمن احمدیہ کا مشروط باامد شعبہ ہے اور یہ سراسر احباب کی اعانت پر چل رہا ہے اس وقت اس شعبہ پر بہت بوجھ ہے۔ میری احباب سے گزارش ہے کہ اس شعبہ میں فراخدلی سے اعانت فرمائیں۔ جبتک ایسی اعانت مستقل نوعیت کی نہ ہو یہ شعبہ نہیں چل سکتا۔

اعانت کی رقوم آپ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست بمد امداد طلبہ یا نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوا سکتے ہیں۔ خزانہ صدر انجمن اور نظارت تعلیم کو رقوم بھجواتے وقت یہ وضاحت کر دیں کہ یہ رقم امداد طلبہ کے لئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیں گے اور یہ شعبہ آپ کے تعاون سے چلتا رہے گا۔

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم ربوہ)

دردوں سے فوری نجات

پینز کیوریٹو سمیل PAINS CURATIVE SMELL بفضلہ تعالیٰ ہر قسم کی دردوں کیلئے مؤثر

24 گھنٹوں کیلئے آزمائش مفت

تفصیلی لٹریچر مفت طلب کریں: کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ

فون: 04524 771 / 211283

فیکس 04524-212299

خبریں

ربوہ : 10- ستمبر-1994ء گذشتہ روز عصر اور مغرب کے درمیان بارش ہوئی درجہ حرارت کم از کم 25 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 36 درجے سنٹی گریڈ

○ اسلامی وزرائے خارجہ کانفرنس نے قرارداد پاس کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے۔ اسلامی وزرائے خارجہ کے اس خصوصی اجلاس میں ۴۸۔ مسلمان ممالک کے وفود شامل تھے۔ اسلام آباد میں ہونے والے اس اجلاس کے آخیر پر جو قراردادیں منظور کی گئیں ان میں کہا گیا ہے کہ پاک بھارت کشیدگی عالمی امن کے لئے خطرہ ہے۔ فوجیں زمانہ امن کی پوزیشنوں میں واپس لے جائیں۔ بھارت مسئلہ کشمیر حل کرانے کے لئے کانفرنس کی پیشکش قبول کرے۔ اسلامی ممالک کشمیریوں کو امداد دیں۔ اور بھارت کو کشمیریوں کے بنیادی حقوق کی دھجیاں اڑانے سے روکنے کے لئے ضروری اقدامات کریں۔ بھارت انسانی حقوق اور انسانی بہبود کی بین الاقوامی تنظیموں کو کشمیر کے دورہ کی اجازت دے۔ وزرائے خارجہ کانفرنس نے مسئلہ کے پرامن حل کے لئے پاکستان کی کوششوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔

○ وزرائے خارجہ کانفرنس نے اعلان کیا ہے کہ کشمیر پر او آئی سی کا رابطہ گروپ بنایا جائے گا۔ اسلامی کانفرنس تنظیم کے جنرل سیکرٹری حقائق جاننے کے لئے سہ رکنی مشن کشمیر بھیجیں گے۔

○ اسلامی وزرائے خارجہ کی کانفرنس نے مطالبہ کیا ہے کہ بوسنیا کو ہتھیار حاصل کرنے کا حق دیا جائے۔ اسرائیل مقبوضہ علاقہ خالی کرے افغان لیڈر لڑائی بند کر کے افہام تفہیم کریں۔ سلامتی کونسل لیبیا پر پابندیوں کے متعلق نظر ثانی کرے اسرائیل مقبوضہ علاقے خالی کرے۔

○ ایران نے کہا ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور بھارت کے درمیان ثالثی کرانے کے لئے تیار ہے۔ ایران کے وزیر خارجہ نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ اسلامی وزرائے خارجہ کے اجلاس میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات نہیں ہوئی اس کی مذمت کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ افغان دھڑوں میں بالواسطہ مذاکرات نہیں ہو سکتے تو براہ راست ہونے چاہئیں۔

○ کراچی میں جلاؤ گھیراؤ اور فائرنگ کے واقعات۔ متعدد گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔ شہر میں خوف کی حکمرانی ہے۔ حساس علاقوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کا گشت جاری ہے۔ مسجد پر قبضہ کرنے والے ۱۶۔ افراد کو گرفتار کر کے ان سے اسلحہ برآمد کر لیا گیا۔ ایم کیو ایم حقیقی گروپ کے آفاق احمد خان نے کہا ہے کہ حقیقی گروپ کو مٹانے کے لئے الطاف گروپ قتل و غارت کروا رہا ہے۔ حقیقی گروپ کے ۶۔ کارکنوں کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

○ لاڑکانہ میں نواز شریف کے جلسے میں پیپلز پارٹی والوں نے ہنگامہ آرائی کی جلسہ ہلڑبازی کی نذر ہو گیا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ نواز شریف نے الزام لگایا کہ غنڈہ گردی' ڈی سی' ڈی آئی جی' ایس پی اور جیالوں نے کی۔ ہم وقت آنے پر اس کا حساب لیں گے۔

○ ایک اطلاع کے مطابق ایم کیو ایم کے رہنما ڈاکٹر عمران فاروق اور اے این پی کے اجمل خٹک کے درمیان خفیہ معاہدہ طے پا گیا ہے جس کے تحت ۱۱۔ ستمبر کو الطاف گروپ کے کارکن ٹرین مارچ میں شریک ہوں گے۔

○ میاں منشاء گروپ کو (جو سابق وزیراعظم مسٹر نواز شریف کا حامی بتایا جاتا تھا) ۷۵۰۔ ملین ڈالر کے پی ٹی سی واؤچرز فروخت کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ حکومت کی اجازت ملنے کے بعد منشاء گروپ نے تینوں سٹاک ایکسچینجوں کے ممبران کو ۴۵ روپے فی واؤچرز خریدنے کی پیشکش کی جسے ہنگامی اجلاسوں میں منظور کر لیا گیا۔ ہر ممبر تین لاکھ واؤچرز خرید سکے گا۔ یہ واؤچرز سٹاک بروکرز کے ذریعے غیر ملکی اداروں کو بھی فروخت کئے جا سکیں گے۔ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آتے ہی نواز شریف کے حامی اس گروپ کی تحقیقات کا حکم دیا تھا۔ لیکن اب تمام تحقیقات روک دی گئی ہے۔

○ تاجروں نے مطالبات تسلیم نہ ہونے پر ۱۵۔ ستمبر کو عام ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔ تاجروں کے سربراہ مسٹر ایس ایم منیر نے کہا ہے کہ تاجر کسی سے خوفزدہ نہیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے گا۔ حکومت ۱۴۔ ستمبر تک مطالبات تسلیم کرے۔ مطالبات منوانے کے لئے مظاہروں اور بھوک ہڑتال سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

○ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم مسئلہ کشمیر پر کسی غیر جانبدار ملک یا اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر بطروس غالی کی ثالثی قبول کرنے کو تیار ہیں۔

○ بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں ۸۔ مجاہدین سمیت ۱۸۔ شہریوں کو شہید کر دیا۔ ۱۷۔ بھارتی فوجی بھی ہلاک کر دیئے گئے۔ بھارتی فوج کے کیمپ پر مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کیا تو فوجیوں نے نہتے شہریوں پر فائرنگ کر دی۔ متعدد علاقوں میں غیر اعلانیہ کرفیو نافذ ہے۔

○ بلوچستان اسمبلی میں حزب اختلاف کے رکن مولانا عبدالواسع نے الزام لگایا ہے کہ وزیر اعلیٰ ذوالفقار علی مگسی کے خلاف کسی بھی وقت تحریک عدم اعتماد پیش کی جاسکتی ہے ہمیں ۲۴۔ ارکان کی حمایت حاصل ہے۔

○ پنجاب کے گورنر اور وزیر اعلیٰ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ائیرپورٹ پر آئے۔ وہ دونوں بوسنیا کے وزیراعظم کے استقبال کے لئے آئے تھے ان سے جب سوال کیا گیا کہ آپ دونوں کے درمیان اختلافات ہیں تو انہوں نے یہ باتیں قہقہوں میں اڑا دیں۔ گورنر الطاف نے کہا کہ میرے خلاف ڈس انفارمیشن پھیلانے کی خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی۔

○ بلوچستان میں گورنر راج کی افواہیں زوروں پر ہیں۔ مگسی حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی تیاریاں فیصلہ کن موڑ پر پہنچ گئی ہیں۔ اپوزیشن نے حکومت کو گورنر راج کی بحث میں الجھا کر عدم اعتماد کی حکمت عملی تیار کر لی۔ مگسی نے ڈیرہ بگتی میں اکبر بگتی سے ملاقات کی اور تحریک عدم اعتماد کو ناکام بنانے کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔

○ ایرانی وزیر خارجہ نے ایک مغربی نامہ نگار کے سوال کا جواب دینے سے احتراز کیا جنہوں نے پوچھا تھا کہ کیا پابندی کے باوجود ایران بوسنیا کو ہتھیار بھیجے گا۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ حکمران سیر سپاٹے اور شاہ خرچیوں میں مصروف ہیں۔ عوام جلد حکومت کو گرا دیں گے۔ موجودہ حکمران سب سے بڑے چور اور لٹیرے ہیں۔ حکومت نے غریب ہاریوں کو دی گئی زمینیں چھین لیں۔ میں نے سیلاب زدگان کے لئے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے روحانی سکون حاصل کیا۔ مسلم لیگی قوم کا سودا نہیں ہونے دیں گے۔ بے نظیر آئندہ کبھی وزیراعظم نہیں بن سکیں گی۔ ہم نے ملک کو بچانے کے لئے تحریک نجات شروع کی ہے۔

○ اے این پی کے اجمل خٹک اہم مشن پر لندن روانہ ہوئے ہیں۔ وہ وہاں پر ایم کیو ایم کے الطاف حسین اور ولی خان سے ملیں گے۔ یکم ستمبر کے بعد اب ان کی دوبارہ روانگی حکومت اور ایم کیو ایم مذاکرات میں تعطل کے لحاظ سے بہت اہم قرار دی جا رہی ہے۔

ہمارے دواخانہ کا تیار کردہ
مشہور و معروف چورن
اکسیر معدہ
اب بڑی، چھوٹی ڈبی نئی پیکنگ کے علاوہ
منی پیک میں بھی دستیاب ہے
قیمت 20/- 15/- 1/-
خریدتے وقت تسلی کر لیجئے کہ
'اکسیر معدہ' خورشید یونانی دواخانہ کا بنا ہوا ہے
مینجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
ربوہ فون: 211538

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد چورنگی
کراچی
پروپرائیٹرز:
میاں عبداللطیف سیالکوٹی اینڈ سنز
فون: ۶۳۲۵۵۱۱
۶۳۲۰۳۳۴